Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون ۴۴۹

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۔ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ نمبر ۵۲۵۴

روزنامہ الفضل ربوہ

یوم جمعرات

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

The Daily ALFAZL RABWAH

قیمت فی پرچہ ۲۵ پیسے

جلد ۶۴/۲۹ | ۲۵ ربیع الثانی ۱۳۹۵ھ ۸ ہجرت ۱۳۵۴ہش ۸ مئی ۱۹۷۵ء | نمبر ۱۰۲

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

ہر شخص کو اپنی طاقت کے مطابق نیکیوں میں قدم آگے بڑھانا چاہیئے

جس قدر کسی کی معرفت بڑھی ہوئی ہوگی اسی قدر وہ زیادہ جواب دِہ ہوگا

"اِسلام نے انسان کے تین طبقے رکھے ہیں ظالم لنفسہٖ، مقتصد، سابق بالخیرات۔ ظالم لنفسہٖ تو وہ ہوتے ہیں جو نفسِ امّارہ کے پنجے میں گرفتار ہوں یہ ابتدائی درجہ پر ہوتے ہیں جہاں تک ان سے ممکن ہوتا ہے وہ سعی کرتے ہیں کہ اس حالت سے نجات پائیں، مقتصد وہ ہوتے ہیں جن کو میانہ رَو کہتے ہیں ایک درجہ تک وہ نفسِ امّارہ سے نجات پا جاتے ہیں لیکن پھر بھی کبھی کبھی اس کا حملہ ان پر ہو جاتا ہے اور وہ اس حملہ کے ساتھ ہی نادم بھی ہوتے ہیں۔ پُورے طور پر ابھی نجات نہیں پائی ہوتی مگر سابق بالخیرات وہ ہوتے ہیں جن سے نیکیاں ہی سرزد ہوتی ہیں وہ سب سے بڑھ جاتے ہیں۔ ان کی حرکات و سکنات طبعی طور پر اس قسم کی ہو جاتی ہیں کہ ان سے افعالِ حسنہ ہی کا صدور ہوتا ہے گویا ان کے نفسِ امّارہ پر بالکل موت آ جاتی ہے اور وہ مطمئنہ حالت میں ہوتے ہیں۔ ان سے اس طرح پر نیکیاں عمل میں آتی ہیں گویا وہ ایک معمولی امر ہے اِس لئے انکی نظر میں بعض اوقات وہ امر بھی گناہ ہوتا ہے جو اسی حد تک دوسرے اس کو نیکی ہی سمجھتے ہیں۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ انکی معرفت اور بصیرت بہت بڑھی ہوئی ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ صوفی کہتے ہیں حسنات الابرار سیّئات المقربین۔"

"جس قسم کا انسان ہو اسے اپنی طاقت اور قدرت کے موافق قدم بڑھانا چاہیئے (کیونکہ) ہر شخص اپنی معرفت کے لحاظ سے پُوچھا جائے گا جس قدر کسی کی معرفت بڑھی ہوئی ہوگی اسی قدر وہ زیادہ جواب دِہ ہوگا۔"

(ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۱۰۷۔ صفحہ ۱۰۸)

اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۸ ہجرت۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق محترم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب کی مرسلہ آج صبح کی اطلاع یہ ہے کہ:۔

کل حضور کو گلے میں خراش اور نزلہ کی تکلیف رہی اور بخار بھی ہو گیا

احباب جماعت خاص توجہ اور درد و الحاح سے دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ حضور ایدہ اللہ کو اپنے فضل سے کامل و عاجل شفا عطا فرمائے اور حضور کی عمر میں غیر معمولی برکت ڈالے۔ آمین۔

ربوہ ۸ ہجرت۔ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی نے آج صبح صحت کے متعلق دریافت کرنے پر فرمایا:۔

رات بخار ہو گیا۔ درد کی بھی تکلیف ہے۔ نواب محمد احمد خان صاحب کی طبیعت بھی تاحال علیل ہے۔ کراچی میں مرزا شمیم احمد صاحب بھی تاحال پوری طرح صحتیاب نہیں ہوئے۔ ڈاکٹروں نے پرہیز کی سخت تاکید کی ہے۔

احباب دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت سیدہ ممدوحہ مدظلہا۔ محترم نواب محمد احمد خان صاحب اور مکرم مرزا شمیم احمد صاحب کو صحتِ کاملہ عطا فرمائے۔ آمین

مکرم حاجی محمد ابراہیم صاحب خلیل سابق مبلغ افریقہ عرصہ سے بعارضہ فالج بیمار ہیں۔ احبابِ جماعت سے آپ کی صحتیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

لجنات اماء اللہ کی توجہ کیلئے

لجنہ اماء اللہ کے مالی سال کی پہلی سہ ماہی گزر چکی ہے لیکن بہت سی لجنات کی طرف سے چندہ جات کی وصولی بالکل نہیں ہوئی۔

لجنات اماء اللہ کی عہدیداران کو چندہ کی وصولی کی طرف فوری توجہ دینی چاہیئے۔

(صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ)

۲۷ مئی — یوم خلافت

۲۷ مئی ۱۹۰۸ء کو اللہ تعالیٰ نے اپنی مشیت کے ماتحت جماعتِ احمدیہ میں سلسلۂ خلافت جاری فرمایا۔ خلافت ایک نعمتِ الٰہی ہے اس کی برکات کو جاننا ہر احمدی کے لئے ضروری ہے۔

لہٰذا حسب سابق امسال بھی تمام احمدی جماعتیں نہایت اہتمام کے ساتھ یومِ خلافت کے موقع پر جلسے منعقد کریں اور خلافت کی اہمیت اور اس کی برکات کا اظہار تقاریر میں کریں۔

جلسوں کی رپورٹیں جلد سے جلد نظارت اصلاح و ارشاد میں بھجوائی جائیں

جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ (ناظر اصلاح و ارشاد)

پبلشر: مسعود احمد۔ پرنٹر: سید عبد الحی۔ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ۔ مقام اشاعت: دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۸ ہجرت ۱۳۵۴ھ
۸ مئی ۱۹۷۵ء

عزّت اور ذلّت کے قرآنی معیار کا احیاء

اسلام کی رُو سے ہم قبل ازیں واضح کر چکے ہیں کہ جہاں تک انسان کے معزّز ہونے کا تعلق ہے اصل اور بُنیادی اہمیّت آسمانی عزّت کو حاصل ہے۔ آسمانی عزّت سے مراد یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں معزّز بنے۔ اور انسان خدا کی نگاہ میں معزّز بنتا ہے تقوی اللہ کے نتیجہ میں۔ اسی لئے اسلام میں عزّت کا معیار تقوٰی ہے نہ کہ مال و دولت یا عزّت و وجاہت۔ جتنا زیادہ کوئی مُتّقی ہے اُتنا ہی زیادہ وہ معزّز ہے خواہ اُس کے پاس مال ہو نہ دولت، اور خواہ دُنیوی لحاظ سے اُسے نہ کوئی اہمیّت حاصل ہو اور نہ کوئی منصب اور مرتبہ ومقام۔ اگر کوئی اَحَدٌ مِّنَ النَّاس ہے اور دُنیا والوں کے نزدیک وہ سراسر بے وقعت اور بے حیثیت ہے لیکن ہے مُتّقی تو وہ یقیناً معزّز ہے۔ برخلاف اِس کے اگر کسی کے پاس دولت کے انبار تو ہیں اور جاہ و منصب کی بھی کمی نہیں ہے لیکن تقوی اللہ سے اُس کا دامن خالی ہے تو وہ اپنی جگہ ہفت خواں کیوں نہ ہو اور دُنیا والے اُسے کتنا ہی معزّز کیوں نہ گردانتے ہوں خُدا تعالیٰ اور اُس کے فرشتوں کی نگاہ میں وہ ہرگز بھی معزّز نہیں ہے۔ ظاہر ہے جو خُدا تعالیٰ کی نگاہ میں معزّز نہیں اُسکی ظاہری عزّت بالآخر خاک میں ملے بغیر نہیں رہتی

خدا تعالیٰ اُس زمانہ میں ہی اپنے ماموروں کو مبعوث فرماتا ہے جب لوگ بالعموم آسمانی عزّت سے محروم ہو جاتے ہیں اور دُنیوی عزّت کو ہی سب کچھ سمجھنے لگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے مامور لوگوں کو تقوی اللہ سے مزیّن کر کے اور اُنہیں تقوٰی کی باریک راہوں پر چلا کر دُنیا کی ظاہری عزّت سے اِس درجہ بے نیاز بنا دیتے ہیں کہ وہ اسے پرِ کاہ کے برابر بھی وقعت نہیں دیتے بلکہ تمام تر کوشش اس بات کی کرتے ہیں کہ وہ خدا تعالیٰ کی نگاہ میں معزّز بنیں۔ اِس راہ میں اگر اُنہیں اپنی زمینی عزّت سے دستبردار ہونا پڑے تو اسے وہ ہنسی خوشی قُربان کر دکھاتے ہیں اور اِس دُھن میں لگے رہتے ہیں کہ جنابِ الٰہی سے وہ لازوال آسمانی عزّت کے مستحق قرار پائیں۔

چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے فرزندِ جلیل سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام اِس آخری زمانہ میں لوگوں کو آسمانی عزّت سے مالا مال کرنے کی غرض سے مبعوث کئے گئے تھے اِس لئے آپ نے لوگوں کو دُنیوی عزّتیں قُربان کر کے آسمانی عزّت حاصل کرنے کی تلقین فرمائی اور صرف تلقین ہی نہیں فرمائی بلکہ اُنہیں فی الحقیقت آسمانی عزّت سے مالا مال کر دکھایا کیونکہ آپ محض واعظ ہی نہیں تھے، بلکہ آپ کی بعثت کا مقصد عملاً انقلاب پیدا کر دکھانا تھا۔ چنانچہ آپ نے فی الحقیقت اپنے متبعین میں یہ انقلاب رُونما کر دکھایا۔ یہ انقلاب رُونما نہیں ہو سکتا تھا جب تک کہ لوگوں کو تقوٰی کا پابند نہ بنایا جاتا۔ چنانچہ آپ نے سب سے زیادہ تقوٰی اختیار کرنے پر ہی زور دیا اور اِس پُر اثر انداز میں تقوٰی کی اہمیت ذہن نشین کرائی کہ آپ کے دستِ مبارک پر بیعت کرنے والے غریب و نادار، بے زر و بے زور اور دُنیوی لحاظ سے انتہائی کمزور لوگ تقوٰی کی باریک راہوں پر قدم مارتے اور اِس کٹھن اور دُشوار گزار راہ پر پُوری دلیری اور جوانمردی کے ساتھ آگے ہی آگے بڑھتے چلے گئے۔ مثال کے طور پر آپ نے اُنہیں مخاطب کر کے فرمایا:۔

"تم اُس کی جناب میں قبول نہیں ہو سکتے جب تک ظاہر و باطن ایک نہ ہو۔ بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو نہ اُن کی تحقیر، اور عالم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو نہ خود نمائی سے اُن کی تذلیل، اور امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو نہ خود پسندی سے اُن پر تکبّر۔ ہلاکت کی راہوں سے ڈرو۔ خدا سے ڈرتے رہو اور تقوٰی اختیار کرو۔ اور مخلوق کی پرستش نہ کرو اور اپنے مولیٰ کی طرف منقطع ہو جاؤ اور دُنیا سے دل برداشتہ رہو اور اُسی کے ہو جاؤ اور اُسی کیلئے زندگی بسر کرو۔ اور اُس کیلئے ہر ایک ناپاکی اور گناہ سے نفرت کرو کیونکہ وہ پاک ہے۔ چاہیئے کہ ہر ایک صبح تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے تقوٰی سے رات بسر کی اور ہر ایک شام تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا۔" (کشتیٔ نوح مطبوعہ ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۵)

اسی ضمن میں آپ نے مزید فرمایا:۔

"اے تمام لوگو! جو اپنے تئیں میری جماعت شمار کرتے ہو آسمان پر تم اُسوقت میری جماعت شمار کئے جاؤ گے جب سچ مچ تقوٰی کی راہوں پر قدم مارو گے۔ سو اپنی پنجوقتہ نمازوں کو ایسے خوف اور حضور سے ادا کرو کہ گویا تم خدا تعالیٰ کو دیکھتے ہو اور اپنے روزوں کو خدا کیلئے صدق کے ساتھ پُورے کرو۔ ہر ایک جو زکوٰۃ کے لائق ہے وہ زکوٰۃ دے اور جس پر حج فرض ہو چکا ہے اور کوئی مانع نہیں وہ حج کرے۔ نیکی کو سنوار کر ادا کرو اور بدی کو بیزار ہو کر ترک کرو۔ یقیناً یاد رکھو کہ کوئی عمل خدا تک نہیں پہنچ سکتا جو تقوٰی سے خالی ہے۔ ہر ایک نیکی کی جڑ تقوٰی ہے۔ جس عمل میں یہ جڑ ضائع نہیں ہو گی وہ عمل بھی ضائع نہیں ہو گا۔" (کشتیٔ نوح مطبوعہ ۱۹۰۲ء صفحہ ۲۲، ۲۳)

اپنے متبعین کو تقوٰی کی راہ پر گامزن کرنے کے ساتھ ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے یہ امر بھی ان کے ذہن نشین کرایا کہ اصل عزّت آسمانی عزّت ہے جو تقوی اللہ کے نتیجہ میں حاصل ہوتی ہے اور یہ کہ ایک مومن کا فرض یہ ہے کہ وہ اِس آسمانی عزّت کی حفاظت کرے اور اپنی لاپرواہی سے اِس پر کوئی حرف نہ آنے دے۔ اِس کی حفاظت کا طریق یہ ہے کہ انسان دنیوی عزّت کو خاطر میں نہ لائے اور آسمانی عزّت کی خاطر اسے قربان کرنا پڑے تو اسے عین سعادت سمجھے۔ دُنیا میں بے عزّت ہونا قبول کر لے پر خُدا سے تعلّق نہ توڑے اور مقبولِ بارگاہ الٰہی ہونے میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھے۔ چنانچہ آپ نے اپنے بیعت کنندگان کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:۔

"ضرور ہے کہ انواع رنج و مصیبت سے تمہارا امتحان بھی ہو جیسا کہ پہلے مومنوں کے امتحان ہوئے۔ سو خبردار رہو، ایسا نہ ہو کہ ٹھوکر کھاؤ۔ زمین تمہارا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتی اگر تمہارا آسمان سے پختہ تعلق ہے۔ جب کبھی تم اپنا نقصان کرو گے تو اپنے ہاتھوں سے نہ دشمن کے ہاتھوں سے۔ اگر تمہاری زمینی عزّت ساری جاتی رہے تو خدا تمہیں ایک لازوال عزّت آسمان پر دیگا۔ سو تم اس کو مت چھوڑو۔ اور ضرور ہے کہ تم دُکھ دیئے جاؤ اور اپنی کئی اُمیدوں سے بے نصیب کئے جاؤ۔ سو ان صورتوں سے تم دلگیر مت ہو کیونکہ تمہارا خدا تمہیں آزماتا ہے کہ تم اس کی راہ میں ثابت قدم ہو یا نہیں۔ اگر تم چاہتے ہو کہ آسمان پر فرشتے بھی تمہاری تعریف کریں تو تم ماریں کھاؤ اور خوش رہو، اور گالیاں سُنو اور شکر کرو، اور ناکامیاں دیکھو اور پیوند مت توڑو۔ تم خدا کی آخری جماعت ہو، سو وہ عمل نیک دکھلاؤ جو اپنے کمال میں انتہائی درجہ پر ہو۔" (کشتیٔ نوح مطبوعہ ۱۹۰۲ء صفحہ ۲۳)

آسمانی عزّت کی بُنیادی اہمیّت کے پیشِ نظر آپؑ نے دُنیا کی لعنتوں کی قطعاً کوئی پرواہ نہ کرنے بلکہ خدا کی لعنت سے ڈرنے کی بطورِ خاص تلقین فرمائی اور اِس ضمن میں آپؑ نے کمال دردمندی اور جانسوزی کے ساتھ فرمایا:۔

"دُنیا کی لعنتوں سے مت ڈرو کہ وہ دُھوئیں کی طرح دیکھتے دیکھتے غائب ہو جاتی ہیں اور وہ دِن کو رات نہیں کر سکتیں بلکہ تم خدا کی لعنت سے ڈرو جو آسمان سے نازل ہوتی اور جس پر پڑتی ہے اُس کی دونوں جہانوں میں بیخ کنی کر جاتی ہے۔" (کشتیٔ نوح مطبوعہ ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۸، ۱۹)

حضرت بانیٔ سلسلۂ احمدیہ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا ایک عظیم الشان کارنامہ یہ ہے کہ آپؑ نے ایک ایسے زمانہ میں جبکہ زمین سے تقوٰی مفقود ہو چکا تھا۔ عزّت اور ذلّت کے قرآنی معیار کو از سرِ نو زندہ کر دکھایا۔ اور وہ اِس طرح کہ آپ نے متقی اور پاکباز انسانوں کی ایک ایسی جماعت قائم کر دکھائی جنہوں نے اپنی دُنیوی عزّتوں کو تج کر اِس امر کی انتہائی کوشش کی کہ آسمانی عزّت کے وہ مستحق قرار پائیں۔ انہوں نے دُنیا کی لعنتیں قبول کرنا گوارا کیا پر یہ گوارا نہ کیا کہ دُنیا پرستی کے جذام میں مبتلا ہو کر وہ خدا کی لعنت کے مورد بنیں۔ مُتّقی اور پاکباز انسانوں کی اِس جماعت نے وہ نیک نمونہ پیش کیا جو اپنے کمال میں انتہائی درجہ پر تھا۔ اور یہ نیک نمونہ بحمد اللہ تعالیٰ اِس جماعت کے ایثار پیشہ افراد کا آج بھی طرۂ امتیاز ہے۔ انہوں نے ثابت کر دکھایا ہے کہ وہ فطرۃً خدا کی راہ میں ماریں کھا کر خوش رہنے والے، گالیاں سُن کر شکر کرنے بلکہ دُعائیں دینے والے اور ظاہری ناکامیاں اور محرومیاں دیکھ کر خدائے قادر و توانا سے پیوند نہ توڑنے والے ہیں۔ اِسی لئے آسمان پر فرشتے ان کی تعریف میں رطب اللسان ہیں اور آسمان پر لازوال عزّت سے وہ سرفراز کئے گئے ہیں۔ دُنیا کی لعنتوں کا انہیں کوئی خوف نہیں اِس لئے کہ وہ پہلے بھی دُھوئیں کی طرح دیکھتے دیکھتے غائب ہو جاتی رہی ہیں اور ہمیشہ ہی غائب ہو جاتی رہیں گی۔ خدا انہیں غلبۂ اسلام کے مقصد میں پہلے بھی کامیاب کرتا رہا ہے اور ہمیشہ ہی کامیاب کرتا رہے گا۔ کیوں نہ ہو جبکہ حسب بشارات آخری اور ہمیشہ ہمیش قائم رہنے والی کامیابی انہی کا مقدّر ہے اور کوئی نہیں جو خُدائی فیصلہ کو بدل سکے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اکلِ حلال ——— اور ——— قومی دیانت کا قیام

مکرم میاں غلام رسول صاحب اعوان۔ بلاک وی (۷) ڈیرہ غازیخان

حدیث شریف میں آیا ہے کہ عبادت کے دس حصے ہیں ایک حصہ عبادت تو نماز روزہ۔ حج اور زکوٰۃ ہے اور باقی نو حصے رزق حلال ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ رزق حلال کو عبادت میں فضیلت حاصل ہے۔ جس کا رزق حلال نہیں اس کی دوسری عبادتیں محض ٹکریں ہیں۔ لکھا ہے کہ ایک شخص دور سے چل کر حج کو جاتا ہے۔ راستے کی صعوبت اٹھاتا ہے۔ خرچ کرتا ہے۔ وہاں پہنچکر طواف کرتا ہے اور دوسرے مناسک ادا کرتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ اسے فرماتا ہے کہ تو یہاں کیا لینے آیا ہے جب تیرا رزق حرام ہے تو یہاں سے کیا لے جاوے گا۔ تو دیکھو جس کا رزق حلال نہیں نہ اس کی نمازیں قبول ہیں۔ نہ حج نہ زکوٰۃ اور نہ صدقات۔ حیوان اور انسان میں یہی فرق ہے کہ حیوان کو عقل نہیں دی گئی اُسے جہاں سے خوراک ملتی ہے کھا لیتا ہے۔ لیکن انسان کو عقل ملی ہے اسے اپنے پرائے کی تمیز ہے۔ وہ اگر دوسرے کی چیز کو غصب کرتا ہے تو ظالم ٹھہرتا ہے وہ حیوان سے بھی بدتر ہے۔ اسی لئے فرمایا کہ حرام رزق کھانے والے پر جنت حرام ہے۔ ایسا گوشت جو حرام مال کھانے سے بنے وہ جنت میں نہیں جائے گا۔ حرام مال کھانے والے کا نہ صدقہ قبول ہے۔ نہ عبادت منظور ہے۔ اور نہ دعا قبول ہے۔ ذرا سوچو تو سہی کہ جو حرام مال کھائے گا۔ وہ آخر دوسروں کا حق مارے گا۔ مثلاً دکاندار ملاوٹ کرتا ہے تو وہ ایک روپیہ کی چیز کا سوا روپیہ یا ڈیڑھ روپیہ وصول کرے گا۔ تو دن میں وہ کتنے آدمیوں کا حق مار گیا۔ اور اسی طرح وہ اپنی زندگی کے کھاتہ میں کتنے جرائم کا اضافہ کرتا چلا جائے گا۔ اور یہ بھی صحیح ہے کہ اللہ تعالیٰ حقوق العباد کو معاف نہیں کرتا جب تک کہ مظلوم اس کو معاف نہ کرے۔ اب سوچو کہ وہ ذرا سے مالی فائدے کے لئے ظالم بنتا ہے اور ایسے گناہ کرتا ہے جو معاف نہیں ہو سکتے اور اُن کا بدلہ اسے آخرت میں ضرور دینا ہوگا۔ خواہ اس کی نیکیاں مظلوم کو ملیں۔ یا مظلوم کی بدیاں اسے ملیں تو دیکھو یہ کتنا عظیم نقصان ہے جو وہ کرتا ہے اس سے بہتر تھا کہ وہ پیدا نہ ہوتا۔ مگر اب تو دنیا کی حالت ہی کچھ اور ہو گئی ہے ہر طرف لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم ہے۔ اب حلال رزق کمانے والا شاذ ہی ملے گا۔ اب تو لوگ یہ کہتے ہیں کہ میاں یہ دنیا داری ہے۔ یہاں دینداری نہیں چلے گی۔ دنیا ٹھگو مکر سے اور روٹی کھاؤ شکر سے۔ عام مقولہ ہے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ ایک وقت آئے گا کہ لوگ مال و دولت جمع کریں گے۔ لیکن یہ کوئی خیال نہ کرے گا کہ یہ مال کن وسائل سے آرہا ہے اس وقت حلال اور حرام کی تمیز اٹھ جائیگی وہ زمانہ یہی ہے۔ ہر شخص یہی چاہتا ہے کہ اس کو مال و دولت مل جائے۔ خواہ جس طریق سے ہی آئے۔ اس زمانہ کے متعلق حضور نے فرمایا تھا کہ وہ نہ مجھ سے ہیں اور نہ میں ان سے ہوں۔ یعنی میرا ان سے کوئی تعلق نہیں۔ اب ہر شخص دوسروں کے حقوق مارنے پر تلا ہوا ہے۔ ایمان اٹھ گیا ہے۔ قیامت کا ڈر نہیں محاسبہ کا خوف نہیں۔ بلکہ احساس گناہ ہی نہیں ....

کتابوں میں آیا ہے کہ حضرت ابراہیم تیمی نے موسیٰ بن مہران کو ان کے انتقال کے بعد خواب میں دیکھا۔ اور ان سے اللہ تعالیٰ کے سلوک کے بارے میں سوال کیا انہوں نے جواب دیا جب سے مرا ہوں۔ اُمراء کی ضیافتوں کا جواب دے رہا ہوں اور ایک سوئی کے بدلے قید ہوں جس کو میں نے ادھار لیا تھا اور واپس نہ کی تھی تو دیکھو کہ ایک شخص سوئی کے بدلے قید ہے لیکن جس کا رزق ہی حرام ہو اُس کا کیا حال ہوگا۔

اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے حقوق تو بخش دیتا ہے لیکن حقوق العباد نہیں بخشتا۔ جب تک کہ اس کی پوری تلافی نہ ہو جائے۔ پس اندازہ تو کرو کہ دوسروں کا حق مارنا کتنا خطرناک ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث ہے۔ میرا ایک دوست تھا وہ رشوت لیتا تھا میں نے اس سے کہا کہ بھائی رشوت کیوں لیتے ہو۔ اسے چھوڑ دو۔ دوسروں کا گناہ کیوں اپنے سر لیتے ہو۔ کہنے لگا بھائی کیا کریں۔ تنخواہ پر گذارہ نہیں ہوتا۔ میں نے کہا کہ کیا قیامت کے دن خدا تعالیٰ کو یہی جواب دو گے کہ تیرا دیا ہوا رزق تو مجھے مکتفی نہ تھا۔ اس لئے میں اپنے گذارہ کے لئے رشوت لیتا تھا کہنے لگا کہ میں ایسا تو نہیں کہہ سکتا۔ میں نے کہا تو پھر خدا تعالیٰ تو تمہیں تمہارے حسب حال گذارہ کی رقم دیتا ہے اس میں آپ کو رہنا پڑے گا۔ جتنی چادر ہو۔ اتنے پاؤں پھیلاؤ۔ جس حالت میں مالک آپ کو رکھنا چاہتا ہے۔ آپ اس حالت میں رہیں دوسروں کی دیکھا دیکھی اپنے معیار کو بڑھا دینا بے وقوفی ہے۔ مومن کا کام تو تسلیم و رضا ہے۔ خدا کی تقسیم پر راضی ہو جاؤ۔ ورنہ نتائج بہت خراب ہوں گے۔ دراصل انسان بڑا ہی کم عقل اور حد سے تجاوز کرنے والا ہے۔ اسے حرص ایسی لگی ہے کہ خدا کی تقسیم پر راضی نہیں ہوتا۔ حالانکہ اس نے کہہ دیا ہے کہ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ (احزاب ۳۳)

خدا تعالیٰ اسے کہتا ہے کہ حرام نہ کھا میں تجھے بھوکا نہ ماروں گا۔ کیا میں نے تجھے ماں کے پیٹ میں نہ پالا تھا اور جب تو پیٹ سے باہر آیا تو کیا اُس تیری ماں کی چھاتیوں میں دودھ نہ بھر دیا تھا اے بے وفا انسان تجھے صرف روٹی کے لئے ناراض کرتا ہے۔ کیا روٹی نہ ملے گی اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَيْنَيْنِ۔ وَلِسَانًا وَّشَفَتَيْنِ وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ (البلد ۹ تا ۱۱)

حرام نہ کھا۔ میں تجھے حلال دوں گا۔ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا (ھود ۴) اگر دال دوں گا تو ولایت بھی دوں گا زردہ پلاؤ پر مرتا ہے تو تجھ غافل ہو جائیگا نفس موٹا ہو جائے گا رب کا نہ ہوگا دال سے نیکیوں کی توفیق ملے گی۔ عبادت کا مزا آئے گا۔ میرا قرب ملے گا۔ سادہ غذا سے صحت بھی ٹھیک رہے گی لیکن انسان ہے کہ راضی نہیں ہوتا ہر وقت جھگڑا کرتا رہتا ہے۔ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ (یٰسین ۷۸) ......

اکثر لوگ یہ شکایت کرتے رہتے ہیں کہ نمازوں میں ان کا دل نہیں لگتا۔ عبادت کا مزا نہیں آتا تو اس کی اکثر وجہ یہی ہوتی ہے کہ ان کے رزق میں کچھ خرابی ہوتی ہے اس لئے خدا تعالیٰ سے اُن کا صحیح ربط قائم نہیں ہوتا۔ ورنہ انسان تو عبادت کے لئے پیدا کیا گیا ہے ——— اسے اپنے کام میں لطف آتا۔ دراصل رزق حلال اور حرام کا بہت ہی نازک معاملہ ہے۔ تھوڑی سی بات سے حلال کی کمائی حرام کر دیتا ہے ملازم اگر کام میں سستی کرے تو رزق ناپاک دکاندار پورا سودا نہ دے یا ملاوٹ کرے تو رزق ناپاک۔ دستکار یا مزدور غفلت کرے تو رزق ناپاک۔ اسی طرح ہر شخص اپنے ضمیر کو منصف رکھکر اس امر کو جان سکتا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک مرتبہ اپنے خدام کے ساتھ سیر پر جا رہے تھے کسی دوست نے ایک بیر پڑا ہوا دیکھا اور اٹھا کر کھانے لگا۔ حضور نے فرمایا۔ کہ اس درخت کا بھی کوئی مالک ہے۔ کیا آپ نے اس سے پوچھا ہے تو اس نے وہ بیر فوراً گرا دیا۔ تو دیکھو جسے ہم بہت ہی معمولی بات سمجھتے ہیں وہ بہت ہی خطرناک ہوتی ہے تقویٰ کی راہیں تو بہت باریک ہیں۔ لکھا ہے کہ ابراہیم بن ادھم کو ایک مرتبہ باغ کی رکھوالی کرنا پڑی۔ ایک دن مالک نے کہا۔ کچھ میٹھے انار لے آؤ۔ آپ گئے اور تھوڑی دیر کے بعد چند انار لے آئے۔ مالک نے انار چیرے۔ تو سب کے سب کھٹے تھے۔ اس نے خفا ہو کر کہا اتنی مدت میں تمہیں اتنا بھی معلوم نہیں ہوا کہ کھٹے انار کون سے ہیں اور میٹھے کون سے آپ نے جواب میں فرمایا۔ سرکار! میرا کام کھٹے یا میٹھے انار چکھنا نہیں۔ اناروں کی رکھوالی کرنا ہے۔ مالک حیرت سے ان کا منہ تکنے لگا اور کہا کہ کتنی دیانت کی بات کہی ہے۔ غرض وہی ابراہیم بن ادھم آگے جا کر اللہ تعالیٰ کے مقرب بنے اور بزرگوں میں شامل ہوئے ...... اب اس بات کو بھی سامنے رکھو اور دینی اور دنیا کی حالت کو بھی دیکھو کہ آج کا انسان کہاں سے کہاں چلا گیا ہے۔ غرض سب سے بڑی چیز تقویٰ ہے۔ اور یہی ناپید ہے۔ پھر اس امر کو ذرا اور وسعت دے کر دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ حرام کا مال کھاتے ہیں اُن کی اولاد بگڑ جاتی ہے ان کی جمع کی ہوئی دولت یا تو بیماری پر لگ جاتی ہے یا مقدمہ بازی پر خرچ ہوتی ہے یا کسی اور ذریعے سے ضائع ہو جاتی ہے۔ غرض جس طور سے مال آتا ہے۔ اُسی طور چلا جاتا ہے۔ حرام مال میں برکت نہیں بلکہ وہ دوسرے مال کو بھی لے ڈوبتا ہے۔ آپ اپنے گرد و پیش نظر دوڑائیں تو آپ کو سینکڑوں مثالیں اس قسم کی ملیں گی کہ حرام مال کھانے والے نہ خود رہے نہ اُن کا مال ر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صرف اُن کے آثار عبرت کے لیے رہ گئے
.... اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ
وَرِزْقُ رَبِّکَ خَیْرٌ وَّاَبْقٰی
(طٰہٰ ۱۳۲)
کہ خدا کا دیا ہوا رزق بابرکت بھی ہے
اور پائیدار بھی
پھر فرمایا
کُلُوا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰکُمْ
پاک چیزیں کھاؤ۔ حلال ذرائع سے کمایا ہوا مال کھاؤ اور پیٹ کو حرام مال سے نہ بھرو کیونکہ یہ انجام کے لحاظ سے بُرا ہے....

ایک آدمی کے ریوڑ تھا۔ وہ دودھ میں پانی ملایا کرتا تھا۔ نوکر اسے کہتا کہ یہ کام درست نہیں۔ مگر وہ اس طرف توجہ نہ کرتا۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ ایک دن جب اُس کا نوکر بکریوں کو پہاڑ پر چرانے کے لیے گیا تو وہاں اس زور کی بارش ہوئی کہ وہ بکریوں کو بھی بہا لے گئی۔ نوکر ایک بکری بھی نہ بچا سکا جب خالی گھر آیا تو مالک نے پوچھا کہ بکریاں! اُس نے جواب دیا کہ جو پانی آپ دودھ میں ملایا کرتے تھے۔ وہ سیلاب کی شکل میں آیا اور سب بکریوں کو بہا لے گیا۔ اب تمہارا حساب صاف ہو گیا ہے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی۔ میری بات تو آپ نے نہ مانی تھی۔ اب اس کا خمیازہ بھی بھگتو۔ پس یہ بات بالکل ٹھیک ہے کہ مال حرام بود بجائے حرام رفت۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص روزی کے سلسلہ میں اس بات کی پرواہ نہیں کرتا کہ وہ کس ذریعہ سے آ رہی ہے تو خدا تعالیٰ بھی اس بات کی پرواہ نہ کرے گا کہ اسے کس دروازہ سے دوزخ میں داخل کرے۔ پس انسان کے لیے پہلی سیڑھی اخلاق کی تو کسبِ حلال ہے اگر یہ نہیں تو وہ انسانیت کی توہین کرتا ہے اور حیوان سے بھی بدتر ہے.......

پس ہمارے دوستوں کو اس بارہ میں نہایت احتیاط کرنی چاہیئے۔ ہماری دیانت اور امانت کا معیار بہت اونچا ہونا چاہیئے۔ کیونکہ ہم نے ایک مامور کے ہاتھ پر اسلام کے احکام پر چلنے کا نیا عہد باندھا ہے۔ اس پر ثابت قدم رہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ہر شخص جو تمہیں ملتا ہے وہ تمہارے منہ کو تاڑتا ہے اور تمہارے اخلاق عادات۔ استقامت اور پابندی احکام الٰہی کو دیکھتا ہے کہ کیسے ہیں اگر عمدہ نہیں تو تمہارے ذریعہ ٹھوکر کھاتا ہے۔ ہماری جماعت کے لوگوں کو نمونہ بن کر دکھانا چاہیئے اگر کسی کی زندگی بیعت کے بعد بھی اسی طرح ناپاک اور گندی ہے جیسا کہ بیعت سے پہلے تھی اور جو شخص ہماری جماعت میں ہو کر بھی بُرا نمونہ دکھاتا ہے اور عملی یا اعتقادی کمزوری دکھاتا ہے تو وہ ظالم ہے کیونکہ وہ تمام جماعت کو بدنام کرتا ہے اور ہمیں بھی اعتراض کا نشانہ بناتا ہے.....

پس دوستوں کو چاہیئے کہ وہ دیانت کا جماعتی معیار بلند رکھیں۔ یہی ہماری تبلیغ ہے اور اسی ذریعہ سے ہم دنیا میں اسلام کو غالب کرنے والے ہوں گے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے تحریک جدید کے اجراء کے وقت ایک مطالبہ یہ بھی کیا تھا کہ دوست قومی دیانت کا قیام کریں۔ یعنی دیانت کا اتنا اعلیٰ نمونہ پیش کریں کہ ہر شخص یہ سمجھنے اور کہنے پر مجبور ہو جائے کہ احمدی اور دیانت لازم و ملزوم ہیں۔ ان کو الگ نہیں کیا جا سکتا۔

حسنِ کردار سے قرآن مجسم ہو جا
کہ تجھے ابلیس بھی دیکھے تو مسلماں ہو جائے

لفٹ - ایک مشورہ

محترم مولانا نسیم سیفی صاحب قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ

آپ کے پاس کار ہے؟ اگر ہے تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیجئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے کی ایک نمایاں علامت (کہ نیز سواریاں ایجاد کی جائیں گی) آپ کے اپنے گھر میں موجود ہے اور اگر نہیں ہے تو کوئی ایسی بات نہیں یہ کوئی ایسا لازمہ حیات نہیں کہ ہر شخص کے پاس ہونا ضروری ہو اور اس کے بغیر زندگی بسر نہ کی جا سکتی ہو۔

اگر آپ کے پاس کار ہے تو یقیناً کئی موقع پر آپ کے دل میں اللہ تعالیٰ کے شکریہ کے جذبات اس رنگ میں جوش مارتے ہوں گے کہ آپ اس نعمت سے کسی اور کو بھی فائدہ پہنچائیں۔ کسی بیمار کو ہسپتال لے جائیں۔ کسی بوڑھے بزرگ کو اس کے گھر پہنچا دیں یا ایسی ہی اور کوئی بات لیکن اس فائدہ پہنچانے کے جذبے کو بعض ممالک کی رسوم یا عادات نے خطرناک حدود تک پہنچا کر دم لیا ہے ہاں دم لیا ہے بلکہ واپسی شروع کر دی ہے ——— اُسے کہتے ہیں لفٹ دینا۔ یا لفٹ لینا۔

لفٹ اب کافی عام سا لفظ ہو گیا ہے اس لئے اس کی وضاحت کی ضرورت نہیں البتہ لفٹ لینے یا لفٹ دینے کے متعلق اتنا عرض کرنا ضروری ہے کہ مغربی ممالک میں اکثر ایسا ہونے لگا تھا کہ سرِ راہ کوئی شخص کھڑا ہے۔ مرد ہو یا عورت کار پاس سے گزری ہاتھ دیا اور کھڑی کر لی اور کار والے سے گزارش کی کہ اس راہ پر فلاں جگہ لے چلیے۔ کار والے نے ساتھ بٹھایا اور دونوں چلے گئے سرِ راہ کھڑے دوست نے لفٹ مانگی اور اسے مل گئی۔ کار والے نے لفٹ دی کتنی اچھی بات معلوم ہوتی ہے۔ ایک ضرورت مند کی ضرورت پوری ہو گئی اور ضرورت پوری کرنے والے کی نہ ہینگ لگی نہ پھٹکڑی۔ یہ بات اتنی بڑھی کہ رواج بن گئی۔ مغربی ممالک سے بات چلی اور مشرقی ممالک میں بھی اسے اخلاقی اقدار میں شامل کر لیا گیا۔ لفٹ لینے والوں نے اپنی بڑی بڑی ضرورتیں پوری کیں اور لفٹ دینے والوں نے بھی خوب خوب "ثواب" کمایا۔ کسی کے کام آنا آخر نیکی ہی ہے نا۔ اور نیکی کریں تو ثواب بھی ملے گا۔

لیکن۔ اس کے آگے ایک بہت بڑا "لیکن" آ گیا مجرم طبیع لوگوں کی جرم والی رگ پھڑ پھڑائی اور انہوں نے سوچا کہ کار والا تو سٹیرنگ پکڑ کے بیٹھا ہے — اور اس طرح اس کے دونوں ہاتھ مصروف ہوتے ہیں۔ کیوں نہ اس کی اس مصروفیت (اسے مجبوری کہہ لیجئے) سے فائدہ اٹھایا جائے۔ چنانچہ لفٹ مانگی اور کار میں بیٹھتے ہی کار چلانے والے کے درپے ہو گئے اتار دیا گھڑی۔ کر دو اپنی جیب [illegible] اور یہ سب کچھ کروا کر اتر گئے۔ کچھ اس سے بھی آگے بڑھے۔ کار میں [illegible] پستول نکالا۔ کار کی کھڑکی کرنے کو [illegible] کار والے کو نیچے اتارا اور درخت [illegible] باندھ کر۔ کار لیکر یہ جا وہ جا۔ جب واقعات بڑھنے لگے تو لفٹ دینے [illegible] طبیعت ہچکچانے لگی اور آخر [illegible] کی رسم ختم ہونی شروع ہو گئی اور [illegible] ٹورزم والے اپنے ہدایات کے [illegible] میں بھی درج کر دیتے ہیں کہ نہ لفٹ دو۔ کیونکہ اس میں مال کا بھی خطرہ اور جان کا بھی۔

مشرقی ممالک میں ابھی لوگ [illegible] کو پوری طرح نہیں سمجھے [illegible] کے امکانات جاری ہیں آپ کو [illegible] نے کار دی ہے۔ دوسروں کو [illegible] لیکن صرف ان کو جنہیں آپ [illegible] اور جن پر آپ کو اعتماد ہے [illegible] پر بہر حال آپ کو بہت مہنگی [illegible] ہاتھ خانہ بھی نظر آئیں [illegible] ہے کہ چاقو یا پستول جیب [illegible] پس احتیاط ہی سب سے بہتر ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ [illegible] سے رکھے اور آپ کے سفر [illegible] حافظ و ناصر ہو۔ آپ کی خیر مجلس انصار اللہ کو انتہائی عزیز ہے۔

زکوٰۃ کی ادائیگی [illegible]
بڑھاتی۔ اور تزکیہ
کرتی ہے

قرآنی برکات

"وہ قادر جس کی قدرتوں کو غیر قومیں نہیں جانتیں قرآن [illegible] کرنے والے انسان کو خدا خود دکھا دیتا ہے اور عالم ملکوت کو سیر کراتا ہے اور اپنے انا الموجود ہونے کی آواز سے آپ اپنی [illegible] کی اس کو خبر دیتا ہے"

"خدا اپنے زندہ تصرفات سے قرآن شریف کی پیروی [illegible] کھینچتا کھینچتا قرب کے بلند مینار تک پہنچا دیتا ہے"

"خدا اس شخص سے پیار کرتا ہے جو اس کی کتاب قرآن [illegible] دستور العمل قرار دیتا ہے اور اس کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو درحقیقت خاتم الانبیاء سمجھتا ہے"

(قائد تعلیم انصار اللہ مرکزیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عطیہ دہندگان برائے علاج نادار مریضاں فضل عمر ہسپتال ربوہ

(۳)

محترمہ بلقیس منان صاحبہ لاہور چھاؤنی ۲۰/-
مکرم لطف المنان صاحب دارالذکر لاہور ۱۰/-
" شیخ رفیق احمد صاحب لبانہ " " ۱۰/-
" ملک ماجد و خالد احمد صاحب " " ۱۵/-
" " عبدالحمید صاحب عارف " " ۱۰/-
" کیپٹن ہدایت علی صاحب " " ۱۰/-
" چوہدری محمود احمد صاحب دہلی گیٹ " ۲۰/-
" ظفر محمود صاحب " " ۲۰/-
محترمہ بیگم مبارک احمد صاحب " " ۱۰/-
" معراج بیگم صاحبہ " " ۵۰/-
مکرم شکیل احمد صاحب محمد نگر " ۱۰/-
" محمود عالم صاحب مغلپورہ " ۱۰/-
محترمہ بیگم صاحبہ محبوب جاوید شفیق " " ۱۰/-
منجانب اطہر احمد صاحب مرحوم وحدت کالونی " ۵۰/-
محترمہ امۃ الحفیظ صاحبہ سول لائن " ۲۰/-
دختران مکرم شیخ بشیر احمد صاحب مرحوم سول لائن " ۱۰/-
مکرم وحید سلیم صاحب " " ۱۰/-
" انشاء اللہ خان صاحب " " ۱۰/-
" عبدالمنعم خان صاحب " " ۱۰/-
" سید کلیم اللہ صاحب " " ۷۱/-
" شیخ عبدالواحد صاحب " " ۵۰/-
" حبیب الرحمن درد صاحب " " ۱۰/-
" ڈاکٹر احسان علی صاحب مرحوم " " ۱۰۰/-
" محمود احمد صاحب چیمہ " " ۲۵/-
حضرت سیدہ اُمّ متین صاحبہ ربوہ ۱۰/-
مکرم مرزا محمد اکرم صاحب بذریعہ افسر امانت تحریک جدید ۵۱/-
" چوہدری محمد شریف احمد صاحب سیکرٹری مال ٹیکسلا ۲۵/-
" سیکرٹری صاحب مال جماعت احمدیہ شیخوپورہ ۸۴/-
محترمہ وحیدہ قریشی صاحبہ خانیوال ۱۰/-
مکرم منیر احمد صاحب سیکرٹری مال دارالیمن ربوہ ۱۸۶/-

محترمہ بشریٰ بیگم صاحبہ اہلیہ عمر حیات صاحب بھاگا بھٹیاں ۱۰/-
" بیگم صاحبہ شیخ محمد احمد صاحب امیر جماعت لائلپور ۵۰/-
مکرم شیخ محمود احمد صاحب " ۳۰/-
" شیخ لئیق احمد صاحب " ۲۰/-
" چوہدری عبدالحمید صاحب معرفت چوہدری نذیر احمد صاحب گوندل زراعتی کالج ٹنڈوجام ۱۰/-
" ماسٹر نذیر احمد صاحب سکنہ ملہوکھیت ضلع سیالکوٹ ۱۰/-
محترمہ اہلیہ صاحبہ اسحاق احمد صاحب کوہاٹ ۲۰/-
مکرم محمد رفیق صاحب قائد ۹۳۶ بھٹھہ کالو ضلع لائلپور ۱۰۰/-
" چوہدری اقبال احمد صاحب چک 30/11-L ساہیوال ۱۰۰/-
" چوہدری غلام حیدر صاحب ملہی چک 56/4-R بہاولنگر ۱۲/۵۰
" چوہدری محمد علی صاحب چک 56/4-R بہاولنگر ۳۰/-
" چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ چک 56/4-R بہاولنگر ۱۵/-
محترمہ بیگم صاحبہ عبداللہ جان مرزا صاحب ۵۰/-
مکرم میاں علی محمد صاحب مسلم مرحوم بذریعہ میاں عبدالمنان صاحب فرید ٹاؤن ساہیوال ۱۵۰/-
" وسیع الدین صاحب سیکرٹری مال تربیلا ڈیم کالونی ۱۰/-
محترمہ طاہرہ محمودہ صاحبہ لندن بذریعہ صوفی محمد ابراہیم صاحب ربوہ ۴۰/-

دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت اپنے چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ (مینیجر الفضل)

قرآن کریم پڑھانے کی اصل ذمہ داری والدین پر ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا فرمان ہے:-

"اولاد کی تربیت اور اس کو قرآن کریم پڑھانے کی اصل ذمہ داری والدین پر ہے۔ انہیں اس کے لئے خدا تعالیٰ کے سامنے جوابدہ ہونا پڑے گا۔ ان سے سوال کیا جائے گا کہ انہوں نے اپنی اولاد کو اس نعمت یعنی قرآن کریم سے جو انہیں حاصل تھی کیوں محروم کر دیا؟"

(الفضل ۲۳ فروری ۱۹۶۶ء)

احباب کا فرض ہے کہ قیامت کی جوابدہی سے بچنے کے لئے اپنے بچوں کو قرآن مجید پڑھائیں اور اس نعمت عظمیٰ سے انہیں بہرہ ور فرمائیں۔

(ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد (تعلیم القرآن)

مجلس انصار اللہ کا بجٹ ۱۹۷۵ء جلد ارسال فرمائیں

مجلس انصار اللہ کی دوسری سہ ماہی شروع ہو چکی ہے۔ ابھی تک کئی مجالس کی طرف سے ۱۹۷۵ء کے بجٹ فارم موصول نہیں ہوئے۔ تمام زعماء انصار اللہ سے گزارش ہے کہ وہ اپنا مجوزہ بجٹ مرکزی دفتر میں جلد بھجوا کر ممنون فرمائیں۔

(قائد مال مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

ماہ اپریل کی رپورٹ کارگزاری جلد بھجوائیں

قائدین مجالس خدام الاحمدیہ اپنی مجلس کی رپورٹ کارگزاری بابت ماہ اپریل جلد از جلد مرکز میں ارسال فرمائیں۔

(معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

درخواست ہائے دعا

۱۔ عاجز کے بڑے بھائی محترم چوہدری ناظر علی خان صاحب جو کہ ہماری جماعت کے پریذیڈنٹ ہیں قریباً تین ہفتہ سے اعصابی کمزوری اور دیگر مختلف عوارض میں مبتلا ہیں۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں کامل و عاجل صحت عطا فرمائے۔ (محمد علی خان سیکرٹری مال جماعت احمدیہ چک ۶۰ ر ب گھسیٹ سنگھ والا ضلع لائل پور)

۲۔ مکرم سید محمد محسن شاہ صاحب انسپکٹر وقف جدید کا چھوٹا لڑکا محمد اکرم قریباً بیس روز سے بعارضہ ٹائیفائیڈ بیمار رہے علاج معالجہ کے باوجود ابھی افاقہ نہیں ہوا۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے اسے صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ (مبارکہ احمد معلم وقف جدید ربوہ)

۳۔ مکرم ملک محمود احمد صاحب ریلوے انجینئر شیخوپورہ کی اہلیہ محترمہ اور انکی چھوٹی بچی بیمار ہیں نیز ملک صاحب موصوف کی اپنی صحت بھی ٹھیک نہیں رہتی۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ سب کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے اور ان کی پریشانیوں کو دور فرمائے۔ آمین (سید محمود اللہ شاہ ابن سید مسعود مبارک شاہ ربوہ)

بواسیر PILES
کی حیرت انگیز دوا
پائلز کیور PILES CURE.
صرف پہلے دو کیپسولز سے فوری آرام ۲۰ کیپسولز کے مکمل کورس سے بیماری ختم قیمت مکمل کورس -/۱۰
مفید لٹریچر مفت منگوائیے!
کیور میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ لاہور۔ کراچی
ڈاکٹر راجہ ہومیو اینڈ کمپنی ربوہ
فون ۶۰۶/۶۰۷

شہزیب
شہزیب
شہزیب
مرض اٹھرا کی موثر ترین دوا
حکیم نظام جان اینڈ سنز
چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ
بالمقابل ایوان محمود ربوہ فون ۶۳۸
محمد خان گوجرانوالہ فون ۳۸۴۴

ہر قسم کا سامان سائنس و طبی نرخوں پر خریدنے کیلئے
الائیڈ سائنٹیفک سٹورز فون ۶۳۵۰
گنپت روڈ لاہور کو ہمیشہ یاد رکھیں!

اللہ تعالیٰ نے کفار کے اس اعتراض کو باطل قرار دیا ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ایک شاعر تھے

آپؐ کے کلام اور اسوۂ حسنہ اور شعراء کے کلام و کردار میں بُعد المشرقین پایا جاتا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سورہ الشعراء کی آیات وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ۝ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِىْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ ۝ وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّانْتَصَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا ؕ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْۤا اَىَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ۝ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"کفارِ مکہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے کلام کو سُن کر اپنے جن خیالات کا اظہار کیا کرتے تھے قرآن کریم نے ان کا مختلف مقامات میں ذکر کیا ہے اور بتایا ہے کہ وہ کبھی آپ کو ہوش سے الگ جانتے تھے۔ کبھی کہتے کہ اسے پریشان خوابیں آتی ہیں جن کی وجہ سے یہ ایسا دعوٰی کر بیٹھا ہے... اور کبھی کہتے کہ یہ شاعر ہے۔ چنانچہ سورۂ انبیاء میں اللہ تعالیٰ ان میں سے بعض اعتراضات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے بَلْ قَالُوْۤا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍۭ بَلِ افْتَرٰىهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ (انبیاء ع) یعنی مخالف کہتے ہیں کہ یہ کلام تو پریشان خوابیں ہیں بلکہ پریشان خوابیں بھی نہیں اس نے دیدہ و دانستہ یہ باتیں اپنے پاس سے بنالی ہیں۔ بلکہ اصل بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ یہ ایک شاعرانہ مزاج رکھنے والا آدمی ہے جس کے دماغ میں طرح طرح کے خیالات اُٹھتے رہتے ہیں اور جس طرح مشہور اور قادر الکلام شعراء کے اشعار میں بڑی بھاری فصاحت و بلاغت اور بلند پروازی پائی جاتی ہے اسی طرح اس کا کلام بھی شاعرانہ فصاحت و بلاغت کا حامل ہے۔ پس درحقیقت یہ بھی ایک شاعر ہے کوئی رُوحانی آدمی نہیں (نعوذ باللہ)

اللہ تعالیٰ زیرِ تفسیر آیات میں کفار کے اِس ادّعا کو بھی باطل ثابت کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ تمہارا یہ خیال بھی کُلّی طور پر غلط ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ شعراء پر ایسے لوگ ہی گرویدہ ہوتے ہیں جن کا تقویٰ اور روحانیت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ چونکہ شعراء اپنے شعروں میں عموماً عشق اور محبتِ نفسانیہ اور شہوانیہ کا ذکر کرتے ہیں اِس لئے ایسے ہی لوگ اُن کے پیچھے چلتے ہیں جو خود بھی تقویٰ سے دُور رہتے ہیں اور جن کا روحانیت سے کوئی دُور کا بھی واسطہ نہیں ہوتا۔ مگر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے متبعین تو ایسے ہیں جنہوں نے اپنی صداقت اور دیانت اور عفت اور پاکیزگی کا ایک بے مثال نمونہ لوگوں کے سامنے پیش کر رکھا ہے۔ انکی راتیں قیام و سجود میں اور ان کے دن ذکرِ الٰہی اور اعلاءِ کلمۂ اسلام میں بسر ہوتے ہیں۔ پھر تم یہ کس طرح کہہ سکتے ہو کہ جس مقدس انسان کا دامن چھُو کر انکے اندر ایسی پاکیزگی پیدا ہوتی ہے وہ نعوذ باللہ عام شاعروں کی طرح ایک ایسا انسان ہے جو جذبات کو بھڑکا کر لوگوں کو اپنے اردگرد جمع کر رہا ہے...

پھر فرماتا ہے اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِىْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ شاعر مختلف طبائع کو خوش کرنے کے لئے کبھی اِدھر کی بات کر دیتے ہیں کبھی اُدھر کی۔ اُن کے سامنے کوئی خاص مقصد اور مدّعا نہیں ہوتا بلکہ جو چیز بھی اُن کے ذہن میں آجائے اُسی کے متعلق وہ کچھ نہ کچھ کہنا شروع کر دیتے ہیں... مگر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تو دُنیا میں توحید پھیلانے کے لئے آیا ہے اور یہی ایک مقصد ہے جو رات اور دن اس کے دماغ پر حاوی رہتا ہے اور اسی کے لئے وہ تکلیفیں اُٹھا رہا ہے۔ پھر تم یہ کس طرح کہہ سکتے ہو کہ یہ ایک شاعر ہے۔ اگر شاعر ہوتا تو اس کا بھی کوئی مقصد نہ ہوتا۔ جدھر لوگوں کی اکثریت ہوتی اُدھر ہی چل پڑتا اور ان کو خوش کرنے کی کوشش کرتا مگر اُس نے تو سب دُنیا کو اپنا مخالف بنا لیا ہے اور ہر ایک کو توحید کی طرف لانے کی کوشش کر رہا ہے پھر یہ شاعر کس طرح ہوا؟

پھر فرماتا ہے وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ۔ شاعروں میں ایک یہ بات بھی پائی جاتی ہے کہ اُن کا قول اَور ہوتا ہے اور فعل اَور۔ اور وہ جو کچھ مُنہ سے کہتے ہیں عملاً وہ ایسا نہیں کرتے۔ یعنی اگر وہ اپنے اشعار میں لوگوں کو اخلاقِ حسنہ اختیار کرنے کی تلقین کرتے ہیں تو خود شرابیں پیتے ہیں اور اگر اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی نصیحت کرتے ہیں تو آپ نماز اور روزہ کے قریب بھی نہیں جاتے لیکن محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا جو قول ہے وہی اس کا عمل ہے اور جو بات اس کے عمل میں ہے وہی اس کی زبان پر ہے۔ پس تمہارا یہ کہنا کہ محمد رسول اللہؐ ایک شاعر ہے محض حقائق پر غور نہ کرنے کا نتیجہ ہے۔ اگر تم غور کرو تو تمہیں نظر آجائے گا کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور شعراء کے کلام اور ان کے کردار میں بُعد المشرقین پایا جاتا ہے اور دونوں کی آپس میں کوئی نسبت ہی نہیں ہے۔

پھر فرماتا ہے اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّانْتَصَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا۔ ہاں اُن شاعروں کو ہم مستثنیٰ کرتے ہیں جو مومن ہیں اور مناسب حال عمل کرتے ہیں۔ وہ اگر شعر کہتے ہیں تو اُن کا شعر حقیقت پر مبنی ہوتا ہے اور وہ وہی کچھ شعر میں کہتے ہیں جو عملی زندگی میں اُن کے اندر پایا جاتا ہے۔"

(تفسیر کبیر جلد پنجم حصہ دوم ص ۲۹۱ تا ص ۲۹۲)

خُدا تعالیٰ کی رضا کے لئے اپنے اموال کو بے دریغ خرچ کر کے اللہ تعالیٰ کے بے انتہا فضلوں کو جذب کریں (ناظر بیت المال آمد ربوہ)

صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ

اِس عظیم منصوبہ کے ماٹو حمد اور عزم ہیں

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے غلبۂ اسلام کے عظیم منصوبہ کے ماٹوز کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا:-

"عزم کے محل استوار کرنا ہماری صفت ہے اور اس سے ہی عظیم جدّ و جہد اور کوشش کے حسین اور صاحبِ احسان دھارے پھُوٹ نکلتے ہیں۔ جو راہ کے ہر خس و خاشاک کو بہا کر لے جاتے ہیں اور مردِ مومن مسلم مجاہد اپنے مقصود کو پا لیتا ہے۔ اور جس وقت یہ حقیقت انسان کے سامنے آتی ہے تو کمزور انسان بھی ایک پختہ اور مضبوط مقام پر کھڑا ہو جاتا ہے۔ اسی کو ہم 'عزم' کہتے ہیں۔"

صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ میں وعدہ کرنے والے تمام مخلصین سے چاہے وہ پاکستان میں ہوں یا بیرونِ پاکستان یہ توقع ہے کہ وہ مضبوط عزم کے ساتھ غلبۂ اسلام کی اِس عظیم تحریک کو بفضل اللہ تعالیٰ ضرور کامیاب بنائیں گے۔

(سیکرٹری صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ)

شکریۂ احباب

میرے والد محترم چوہدری شاہ محمد صاحب شاہد خوشنویس کی وفات پر احبابِ جماعت اور عزیز و اقارب نے بکثرت تعزیت کے خطوط لکھے ہیں۔ مَیں اپنی اور اپنے اہل و عیال کی طرف سے تمام احباب کا تہِ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ خاص طور پر جماعت مغلپورہ کا بے حد ممنون ہوں جس نے اخوّت، محبّت، شفقت و عطوفت کا خاص نمونہ دکھایا اور تدفین کے جملہ مراحل اور انتظامات میں خلوص اور ہمدردی کے ساتھ امداد فرمائی۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے۔ آمین

(حفیظ احمد منصور اے۔ ایس۔ ایم ریلوے سٹیشن پتوکی ضلع لاہور)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

Digitized by Khilafat Library Rabwah